

## مچھر طاقتوترین دشمن ہے!

چاروں پہلے میں گیٹ پر نصب گھنٹی بھی۔ ملازم نے واپس آ کر بتایا کہ کسی سرکاری محلہ سے ایک مرد اور ایک خاتون تشریف لائے ہیں۔ پوچھ رہے ہیں کہ گھر میں کوئی ایسا پانی کا ٹینک یا گملے موجود تو نہیں ہیں جن میں مچھر پرورش پاسکیں۔ دراصل وہ ڈینگی مچھر کے متعلق دریافت کر رہے تھے۔ گھر کے اندر آنے دیا۔ دونوں نے اطمینان سے گھر میں جمع شدہ پانی کو دیکھا۔ کہنے لگے کہ ہم سرکاری ملازم ہیں اور گھر جا کر لوگوں کو بتا رہے ہیں کہ گملوں، پودوں اور دیگر جگہ پانی کو جمع نہ ہونے دیں۔ اس میں مچھروں کی افزائش ہو سکتی ہے اور ڈینگی وائرس جو مچھروں کے اندر ہی پینپتا ہے، آزار کا باعث بن سکتا ہے۔ ڈینگی مہم کے تحت گھر گھر جا کر بتانا انکی سرکاری ذمہ داری تھی۔ تسلی کے بعد وہ اگلے گھر چلے گئے۔ ڈینگی کے خلاف ایک ترتیب شدہ مہم دیکھ کر قدر رے اطمینان سا ہوا۔ اسی درجہ کی اہم بات کہ آبادیوں میں سرکاری ملازم میں کی اس مہم کی کوئی خبر اخبار میں نہیں دیکھی۔ یعنی اس کوشش کو پروپیگنڈے کے طور پر استعمال نہیں کیا گیا۔ جس بلاک میں رہتا ہوں وہاں ارگر دمکان تعمیر نہیں ہوئے۔ اس وجہ سے ہر طرف درخت اور جھاڑیاں کیش تعداد میں موجود ہیں۔ یہاں مچھروں کا ہونا بالکل قدرتی ہے۔ مگر ابھی تک لاہور کا یہ علاقہ ڈینگی سے قدرے محفوظ ہے۔ شائد مچھر بھی بہت سوچ سمجھ کر جملہ کرتا ہے۔ بہر حال ٹیم کے آنے سے خوشنگوار حیرت ہوئی۔

بالکل اسی طرح شام کو دیکھا کہ ہر طرف ایک گاڑی گاڑھے دھویں کا سپرے کر رہی تھی۔ اتفاق سے گھر سے باہر جا رہا تھا۔ دھویں میں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ سپرے بھی مچھروں کو ختم کرنے کیلئے ہے اور حد درجہ موثر ہے۔ دھویں کے یہ بادل تقریباً ایک ڈیڑھ منٹ تک ہر چیز پر حاوی رہے۔ اس سپرے سے مچھروں کو مارنے اور ڈینگی کو ختم کرنے میں کتنی مدد تھی ہے یہ تو تھوڑے دن بعد معلوم ہو جائیگا۔ پر ایک انتہائی مشکل میں گھری ہوئی حکومت کی طرف سے یہ کام کافی معقول معلوم ہوا۔ ویسے تو پاکستان میں ہر حکومت، ہر موقع پر مصائب کا شکار رہتی ہے۔ کسی بھی وقت، آنے اور جانے کا غیر معین سلسلہ اور افواہیں سراپا جاری رہتی ہیں۔ مگر موجودہ حکومت کے متعلق ایک غیر یقینی صورتحال بڑی مہارت سے ترتیب دی گئی ہے۔ یہ جانشنا فی صرف انہی اکابرین کے پاس ہے جو تقریباً پنیس برس تک ملک کو جانوروں کی طرح روندتے رہے ہیں۔ کوئی انسان انکے سامنے دم نہیں مار سکتا تھا۔ سرکاری افسران انکے اور انکے عزیزوں کے ذرخیر یہ غلام تھے۔ ہزاروں پولیس اہلکاران جیسے بیکار رہنماؤں کی حفاظت پر دہائیوں سے معمور تھے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یہ لوگ، گزشتہ ایک سال کی زبوں حالی کا تسلسل سے حساب مانگ رہے ہیں۔ اس سے پہلے کہ اصل موضوع سے ہٹ جاؤں۔ کم از کم ڈینگی کے خلاف ایک موثق مہم دیکھنے کو ضرور ملی اور وہ بھی بغیر اشتہاروں کے۔ بغیر پروپیگنڈے کے، بغیر جملہ بازی کے۔ بلکہ یہ سب کچھ کافی خاموشی سے کیا جا رہا ہے۔ تیخ چیز یہ ہے کہ ڈینگی کے خلاف جنگ نہ کوئی ملک جیت سکتا ہے اور ناماضی میں ایسا ہو پایا ہے۔ دراصل مچھر دنیا کا طاقتوترین حریف ہے۔ یہ غیر معمولی طور پر انسانی نسل کو تباہ کرنے میں مصروف ہے اور حد درجہ کا میاب ہے۔ اسکی طاقت کا ادراک شائدہمیں ہے ہی نہیں۔ اسلیے پوری قوم کو غیر ضروری مباحثوں اور مناظروں میں مصروف کر دیا گیا ہے کہ جناب فلاں کے وقت

میں ڈینگی پر مکمل قابو پالیا گیا تھا۔ فلاں وزیر اعلیٰ حدد رجہ فعال تھا۔ اس نے تو کمال کر دیا تھا۔ ہاں کمال واقعی ہوا تھا۔ سر کاری پروپیگنڈے اور اشتہار بازی کا۔ مگر اصل مسئلہ، یعنی مچھر تو پوری آب و تاب سے موجود ہاتھ اور اپنی نسل بڑھانے میں مصروف تھا۔ مگر یہ تو یہ ہے کہ ”کم کام“، کرو اور تعریف کا ڈھول خوب بجاو بلکہ ہر وقت بجائے رہو۔ اس امر میں تو خیر سابقہ حکمران یکتا تھے۔ تباہ یہ ہے کہ مچھر پر مکمل طور پر قابو نہ موجودہ حکمران پاسکتے ہیں اور نہ ہی سابقہ حکمران اور ان سے بھی سابقہ حکمران۔ اسیے کہ مچھر حدد رجہ مہیب اور طاقتور دشمن ہے۔ ہمیں اسکی طاقت کا ہر گز ادارک نہیں۔

کسی سے پوچھ لیجئے کہ مہلک ترین جانور یا عضر کون سا ہے۔ کوئی سانپوں سے ڈرائے گا۔ کوئی شارک مچھلی سے خوف ذدہ معلوم ہوگا۔ سانپ کے کاٹنے سے تو ایک سال میں تقریباً پچھتر ہزار انسان مارتے جاتے ہیں اور شارک سے صرف دس۔ مچھر اور ان سے مسلک بیماریوں سے سالانہ سات لاکھ بندے موت کے گھاٹ اُتر جاتے ہیں۔ اگر ملیریا سے ہونی والی اموات پر نظر دوڑا میں تو صرف اسی سے سالانہ چار لاکھ لوگ مارے جاتے ہیں۔ ملیریا، مچھر کے ذریعے پھیلتا ہے۔ بالکل اسی طرح ڈینگی کا وائرس بھی مچھر ہی میں پرورش پاتا ہے۔ ہر سال ڈینگی مچھر پانچ سے دس کروڑ افراد کو شناہ بناتا ہے۔ ان میں سے متعدد بدقسمت لوگ علاج معاملہ کی بنیادی سہولتیں نہ ہونے کی وجہ سے مارے جاتے ہیں۔ یہ اموات پوری دنیا میں ہوتی ہیں۔ حدد رجہ سنجیدہ بات یہ ہے کہ مچھر انتہائی کامیابی سے اپنے خلاف ہونے والی ادویات کے خلاف Resistance پیدا کر لیتے ہیں۔ یعنی وہ دو اجوہ دو چار سال پہلے مچھر کو مارنے کیلئے کامیابی سے استعمال ہوتی تھی۔ اب کافی حد تک غیر موثر ہو چکی ہے۔ سائنسی تحقیق کے مطابق مچھر غیر معمولی حد تک تو اندازہ ہیں دشمن ہے۔ اسے بالکل معلوم ہے کہ اپنے اندر کس طرح کی کیمیکل تبدیلی لانی ہے تاکہ وہ زندہ رہے پائے اور انسانوں کو بر باد کر سکے۔ اسکا ادراک ہمارے ہاں ہے کہ نہیں، پوری سنجیدگی سے نہیں عرض کر سکتا۔ روز میری ڈرس ڈل (Rosemary Drisdell) تو یہاں تک لکھتی ہے کہ دنیا کے آغاز سے موجودہ حالات تک جتنی بھی انسانی آبادی وجود میں آئی ہے، اس میں سے آدمی مچھر سے متعلقہ بیماریوں کی بدولت ماری گئی ہے۔ بالکل محتاط اندازے کے مطابق پہلی اور دوسری جنگِ عظیم میں جتنی بھی اموات ہوئی ہیں، ملیریا نے اس سے بہت زیادہ لوگ مارے ہیں۔ اور یہ آج بھی مر رہے ہیں۔ زمانہ قبل مسیح سے مچھر ہر دو سال میں انسانی آبادی کو تقریباً نصف کر دیتا ہے۔ تاریخ دن تو خیر دل ہلا دینے والے معاملات رقم کرتے ہیں۔ رومن قدیم کتابیں پڑھ لیجئے، مصر کے فرعونوں کے مکتوبات پر نظر دوڑائیے۔ آپ کو مچھر اور اسکی بتاہ کاریوں کا ذکر ضرور ملے گا۔ مقصد یہ کہ جب سے انسان پیدا ہوا ہے، مچھر اسکے ساتھ ساتھ انسان دشمنی میں کامیابی سے اپنا کام کر رہا ہے اور مسلسل کرتا جا رہا ہے۔ مچھر کی طبعی عمر تو بہت کم ہے۔ یہی کوئی تین چار ہفتے۔ مگر جدید تحقیق کے مطابق اسکے پاس ”یاداشت“ کی طاقت موجود ہے۔ یہ طاقت اسے حدد رجہ خوفناک بنادیتی ہے۔ اگر آپ نے انکو مارنے کیلئے ایک حرہ استعمال کیا ہے تو وہ اگلی پار حدد رجہ محتاط ہو جائیں گے اور اس حرہ کو غیر موثر کر ڈالیں گے۔ اکثر لوگ اسکا ادراک نہیں رکھتے کہ مچھر ایک ذہن دشمن ہے۔ وہ انسانوں کو نقصان پہنچانے کیلئے ہر صورت بدلتا رہتا ہے۔ آپ انہیں مارتے جائیں۔ یہ پھر اپنی تعداد غیر معمولی حد تک بڑھا کر واپس جملہ کر دینے گے۔ کچھ سائنسدان تو اس نتیجہ پر بھی پہنچے ہیں کہ ایٹم بم پوری دنیا کو بتاہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یعنی تقریباً چھار برابر افراد۔ اگر مجموعی طور پر پچھلے بیس سے پچیس

ہزار سال کی تاریخ دیکھی جائے تو صرف مجھر اس سے زیادہ بندے مار چکا ہے۔ مگر اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ اسکی ہولناکیوں سے محفوظ نہیں رہا جا سکتا۔ موثر حفاظتی حکمتِ عملی سے ڈینگی کی یلغار سے اپنے آپ کو سونصد محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ یہ تراکیب اب ہر اخبار، میڈیا اور ڈاکٹر پوری قوم کو فراہم کر رہے ہیں۔

اس وقت پورا ملک ڈینگی مجھر کے شر میں بنتا ہے۔ مصدقہ معلومات کے مطابق تقریباً اس ہزار افراد ہسپتا لوں میں لائے گئے ہیں۔ ان میں پچیس سے چالیس اموات بھی ہوئی ہیں۔ ہم اپنے انتہائی عجیب و غریب وسائل کو بروئے کارلا کراس عذاب سے لڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ محدود وسائل کا لفظ استعمال کرنے کو دل نہیں چاہ رہا۔ کیونکہ میری نظر میں پاکستان لا محدود وسائل رکھنے والا ملک ہے۔ مگر اسکی بقدری صرف یہ ہے کہ وہ ”گذریا“ نہیں مل سکا جو اسے بھیڑیوں سے محفوظ رکھ پائے۔ ہمیں درست سمت کی طرف لیجا پائے۔ ڈینگی اب صرف یماری نہیں رہا۔ اس پر بھر پور سیاست ہو رہی ہے بلکہ کامیابی سے جاری ہے۔ چرب زبانی سے بتایا جا رہا ہے کہ سابقہ ادوار میں تو حکمرانوں نے کمال کر دیا۔ ڈینگی مجھر پر ہر دروازے بند کر دیے۔ تمام پاکستانیوں کو محفوظ کر ڈالا۔ ہاں، اب کے حکمران تو فارغ البال ہیں۔ ان میں تو ڈینگی سمیت کسی بھی آفت سے نپٹنے کی صلاحیت موجود ہی نہیں ہے۔ اس یماری سے لڑنے کی بجائے وزیر صحبت اور وزیر اعلیٰ دونوں تقسیم نظر آتے ہیں۔ کوئی طویل دورانیہ کی پالیسی ترتیب نہیں دی گئی جو پاکستانیوں کو اس بلا سے محفوظ کر سکے۔ غیر متعصب طریقے سے دیکھا جائے تو پچ کہیں درمیان میں ہے۔ مگر یہاں کمال یہ بھی ہے کہ ہمارے وزراء اعلیٰ اور وزراء اعظم کسی سطح پر وہ ادارے ہی نہیں بنانے والے جو لوگوں کو ان آفات سے دور رکھ پائیں۔ جب ڈینگی اپنی تباہ کاریوں کے ساتھ سامنے آن کھڑا ہوتا ہے تو ہمیں ہوش آتی ہے کہ یہ مسئلہ تواب حل کرنا ہے۔ اس سے پہلے ہم شعوری سطح پر کوئی بھر پور سرکاری کوشش نہیں کر پاتے۔ جس سے لوگ ڈینگی کے عذاب سے محفوظ رہیں۔ یہ بنیادی طور پر ہمارا خمیر ہے کہ جب کوئی بلا ہمیں نگلنے کی کوشش کرتی ہے تب ہم اس سے بچاؤ کی کوشش کرتے نظر آتے ہیں۔ میری نظر میں تو گزشتہ بہتر بر س سے عوام کو بھی کیڑے مکوڑوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ عجیب بے ترتیب سماج ہے۔ پتہ نہیں جنگل ہے یا سماج۔ مگر تاریخ تو یہی بتاتی ہے کہ مجھر انسان کا اذلی دشمن ہے۔ اس سے جنگ میں اکثر انسان ہارتا رہا ہے۔ چلیے، اُمید کیجئے کہ شائد اب ہم جیت جائیں۔

راو منظر حیات